International Research Jounral of Islamic Culture & Communication

IRJICC

ISSN:3007-4630(P), 3006-8304(E)

محکم ومتشابہ کی حقیقت اورافادیت کی صورتیں: ایک تجزیاتی جائزہ

INSTANCES OF THE REALITY AND UTILITY OF THE THE MOHKAM AND MUTASHABIH:AN ANALYTICAL REVIEW

1. ***Muhammad Arif***
arif_muhammad123@gmail.com
M.Phil. Scholar, Department of Islamic Studies, Mirpur University of Science & Technology (Must) Mirprur, AJK.

2. ***Humera Sabir***
humeraasabir@gmail.com
Lecturer Government college of Technology mandian Abbottabad.

3. ***Sumera Sharif***
sumeragcu@gmail.com
Assistant Professor, The University of Lahore, Lahore.

Vol. 01, Issue, 02, Oct-DEC 2023, PP:16-25

OPEN ACCES at: www.irjicc.com

Article History	Received	Accepted	Published
	15-10-23	03-11-23	30-12-23

Abstract

Such a way of life has been proposed for man, in which the minimum necessary information about the beginning and end of man and the status of man and other such basic matters has been given to man. It is also obvious that things that are beyond the senses of man, which have never come under the grasp of human knowledge, cannot come and cannot find styles that can be accurately pictured in the mind of every listener. Inevitably, it is imperative to use words and styles to describe subjects of this nature, which are found in human language for things that closely resemble the actual reality. The same pattern was adopted in the Qur'an. However, in many places the facts have not been fully exposed, the Qur'an says that the more efforts are

made to determine the meaning of such verses, the more possibilities are faced, even as man becomes more distant than closer to reality. Therefore, it has been ordered to work in such a place. What is the benefit of using these similes in the Holy Qur'an and what is their importance in human life, will be discussed below.

Key Words*: Quranic Ideas, verses, Human life, knowledge, Holy Quran, similes, Possibilities, Reality.*

موضوع کا تعارف:

قرآن مجید زمانہ نزول سے تا قیامت انسانیت کے لیے ہدایت اور رہنمائی کی تمام تفصیلات فراہم کرتی ہے، جو کہ باعث نجات بھی ہے۔ یہ کتاب انسانیت کے ہر طبقہ کی ہر قسم کے حالات میں شاندار رہنما اصولوں پر مبنی ہیں۔ اس کتاب میں زمینی علوم وحقائق کے بیان کے ساتھ آسمانی اسرار ورموز پر بھی بحث کی گئی ہے۔ اس کتاب یہ امتیاز حاصل ہے کہ وقت نزول سے لے آج تک سب سے زیادہ اسے پڑھا گیا اور اس کو سمجھنے اور حقائق کو منصہ شہود کرنے کے لیے اس کی جانب سب سے زیادہ توجہ دی گئی۔ قرآن کریم ہر قسم کے علوم وفنون کا خزانہ ہے۔ جس میں مختلف فنون کا سمندر آباد ہے۔ انہی علوم میں ایک متشابہات القرآن بھی ہے، یعنی قرآن کریم کے ہم شکل حروف اور ایسی ایسے کلمات جن کی وضاحت وتوضیح میں دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے، چنانچہ ذیل میں متشابہ علم کی حقیقت اور اس کی افادیت کی صورتوں پر بحث کی جائے گی۔

محکم ومتشابہ کا بیان:

خالق کائنات نے انسانیت کو آغاز وانجام اور زندگی سے متعلقہ ضروری معلومات سے جہاں مطلع فرمایا، وہیں کچھ ایسی چیزیں اور معلومات بھی رکھیں، جو انسانی پہنچ اور گرفت سے ماوری ہیں۔ قرآن مجید میں بہت سے ایسے امور جن کی حقیقت سے انسان ناآشنا ہے، اُن کو بیان کرنے میں تصور یا شبیہ پیش کی، تاکہ انسانی عقل اُن تک کچھ رسائی حاصل کر سکے۔ اس کی وجہ سے پوشیدہ امر کا دھندلا سا عکس توظاہر ہوتا ہے، البتہ مکمل تصویر اور حقیقت روز روشن کی طرح عیاں نہیں ہوتی۔ اس کے برعکس کچھ امور اور مفاہیم کی حقیقت آفتاب کی طرح واضح ہے، اس لیے شریعت مطہرہ میں محکمات [واضح امور] کی جانب تمام متوجہ ہونے کی ترغیب اور متشابہات میں بحث وتنقیب سے دور رکنے کا حکم دیا۔ محکم ومتشابہ کا تذکرہ قرآن کریم میں کچھ یوں کیا گیا ہے۔

"هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ"[1]

پھر جن لوگوں کے دل میں ٹیڑھ ہو وہ متشابہ آیتوں کے پیچھے پڑے رہتے ہیں تاکہ کوئی فتنہ تلاش کریں اور اصل مطلب تلاش کریں حالانکہ اصل مطلب صرف اللہ جانتا ہے۔ اور پختہ علم والے کہتے ہیں۔ کہ ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ یہ سب ہمارے رب کی طرف سے ہیں اور عقل والے ہی نصیحت قبول کرتے ہیں۔

یعنی متشابہات کا مقصد اللہ تعالیٰ کے حکم پر سر تسلیم خم کرنا ہوتا ہے۔ مشتبہ امور میں اپنی جانب سے عقلی استدلات کرنے سے روکا گیا ہے۔ مبادیٰ ایسا نہ ہو کہ ان کی وجہ سے کم فہم لوگ وسوسے اور شکوک و شبہات میں مبتلا ہو کر دین مستقیم سے اپنا رستہ نہ جدا کر لیں۔ اس لیے قرآن مجید کے جو علوم واضح اور ظاہر ہیں، اُن کی مزید تفصیل بیان کرنے کی جانب توجہ دینے کا حکم ہے اور جن کی بابت قرآن حکیم میں خاموشی اختیار کی گئی ہے، اُن کی وضاحت اور تفصیل میں عقلی صلاحیتوں کو صرف کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ اسی وجہ پر روشنی ڈالتے ہوئے پیر محمد کرم شاہ الازہری لکھتے ہیں:

قرآن کی بعد آیات بالکل واضح اور ہر شک و شبہ سے بالاتر ہیں اور یہی ساری کتاب کی اصل اور مرجع ہیں اور بعض آیتیں ایسی ہیں جن کا مفہوم واضح نہیں ہوتا اور ان میں مختلف تاویلات کی گنجائش ہوتی ہے جن کے دل حق سے منحرف ہوتے ہیں وہ دوسرے سادہ لوح مسلمانوں کے سامنے آیات متشابہات کی ایسی تاویلیں کرتے ہیں جو محکم آیات کے منافی ہوتی ہیں۔ اور اس طرح ان کے دلوں میں قرآن و اسلام کے متعلق طرح طرح کے کے شکوک اور وسوسے پیدا کر کے انھیں اپنے دین سے بد ظن کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔[2]

محکم اور متشابہ کے وضاحت میں اکثر مفسرین کے اقوال یہ ہیں کہ محکم متعین مفہوم کی آیات کو اور متشابہ غیر متعین معنی کی آیات کو کہتے ہیں، جیسے حضرت جابر بن عبداللہؓ، شعبی اور سفیان ثوریؒ سے منقول ہے کہ: ”محکم وہ آیتیں جن کا معنی معلوم ہوا اور متشابہ جن کا معنی معلوم نہیں ہو سکتا، جیسے ”حروف مقطعات“ سورتوں کے شروع میں الم۔ الر۔ حم۔ وغیرہ۔[3]

یعنی یا تو ان کے معنی سمجھ میں نہیں آتے جیسے مقطعات اور ظاہری معنی درست نہیں بیٹھتے جیسے آیات صفات۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ متشابہات کی تاویلیں کرنا فساد کے لیے حرام ہے اور دفع فساد کے لیے جائز ہے۔[4]

ذیل میں محکم و متشابہ کی افادیت کے مختلف طریقوں پر بحث کرنے سے قبل ان کے مفہوم کو مختصراً ذکر کیا جاتا ہے، تاکہ ان کی افادیت کے پہلوؤں کا فہم علی وجہ البصیرت حاصل ہو سکے۔

محکم کا مفہوم:

حکم کے معنی ہیں منع کرنا، حکمت کو حکمت اس لئے کہتے ہیں کہ عقل اس کے خلاف کرنے کو منع کرتی ہے، اس لئے محکم کا معنی ہے جس میں اشتباہ اور خفا ممنوع ہو اور محکم وہ آیات ہیں جن میں تاویل اور نسخ ممنوع ہو۔[5] علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی محکم کے لغوی مفہوم کو کچھ یوں بیان کرتے ہیں۔

"فالمحكم مالا يعرض فيه شبهة من حيث اللفظ و لا من حيث المعنى-"[6]

محکم وہ آیت ہے جس میں لفظ کی جہت سے کوئی شبہ پیدا ہو نہ معنی کی جہت سے۔

یعنی محکم کے مفہوم کسی طرح کا کوئی شبہ تک پیدا نہیں ہوتا اور لفظ سے اُس کی مراد بالکل واضح ہو جاتی ہے، ابن جریر طبری محکم کے مفہوم پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

”وأما قوله:"منه آيات محكمات" فإنه يعني: من الكتاب آيات. يعني ب"الآيات" آيات القرآن. وأما "المحكمات"، فإنهن اللواتي قد أحكمن بالبيان والتفصيل، وأثبتت حججهن وأدلتهن على ما جُعلن أدلة عليه من حلال وحرام، ووعد ووعيد، وثواب وعقاب، وأمر وزجر، وخبر ومثل، وعظة

وعِبر، وما أشبه ذلك" [7]

اس کی تفصیل میں صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین سے مختلف مفاہیم منقول ہیں، بعض نے انہیں حلال، حرام، حدود وفرائض بیان کرنے والی آیات قرار دیا ہے، جیسے حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا ہے محکمات وہ آیات ہیں جو ناسخ ہیں، اور ان میں حلال، حرام، حدود اور فرائض کا بیان ہے اور یہ کہ کس پر ایمان لایا جائے اور کس پر عمل کیا جائے اور متشابہات وہ آیات ہیں جو منسوخ ہیں وہ مقدم اور موخر ہیں اور ان پر ایمان لایا جائے اور ان پر عمل نہ کیا جائے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنھما نے بیان فرمایا۔ محکم وہ آیات ہیں جن کے معنی اور ان کی تاویل اور تفسیر علماء کو معلوم ہے۔

متشابہ کا لغوی اور اصطلاحی معنی۔

متشابہ "ش، ب، ہ" سے جو ظاہر کے متضاد کے طور پر استعمال ہوتا ہے، یعنی ایسی چیز جس کی مراد مخفی ہو یا پوشیدہ ہے، جسے معلوم کرنے میں کوشش کرنی پڑے۔ یہ لفظ قرآن مجید میں بھی استعمال ہوا ہے، اس کے لغوی مفہوم کی وضاحت میں امام راغب اصفہانی میں لکھتے ہیں:

"المتشابہ ما اشکل تفسیرہ اما من حیث اللفظ او من حیث المعنیٰ"

یعنی جس کا معنی کسی لفظی یا معنوی پیچیدگی کی وجہ سے مشکل ہو۔[8]

حضرت جابرؓ متشابہ آیات کی وضاحت میں فرماتے ہیں کہ متشابہ وہ آیات ہیں جن کا معنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہے اور مخلوق میں سے کسی کو بھی ان کا علم نہیں ہے، آیات متشابہات میں حروف مقطعہ ہیں جو اوائل سور میں مذکور ہیں جیسے، الم، المر، المص وغیرہ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا وقت، اور سورج کب مغرب سے طلوع ہوگا، اور قیامت کب واقع ہوگی۔[9]

متشابہ آیات کو مختلف اقسام میں منقسم کیا گیا ہے۔

متشابہ کی اقسام:

متشابہ کی تین قسمیں ہیں۔

1. جس کی معرفت کو کوئی ذریعہ نہ ہو جیسے وقت وقوع قیامت اور دابۃ الارض کے نکلنے کا وقت، وغیرہ
2. جس کی معرفت کا انسان کے لئیے کوئی ذریعہ ہو جیسے مشکل اور غیر مانوس الفاظ اور مجمل احکام
3. جو ان دونوں کے درمیان ہو اور علماء راسخین کے لئیے اس کی معرفت حاصل کرنا ممکن ہے۔ اور عام لوگوں کے لئیے ممکن نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق دعا کی تھی: اے اللہ اس کو دین کی فقہ عطا فرما اور اس کو تاویل کا علم عطا فرما۔ اس دعا سے اسی قسم کی متشابہ آیات کا علم مراد ہے۔ آپ ﷺ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے لئیے بھی اسی قسم کی دعا کی ہے۔[10]

علامہ مرتضی زبیدی نے متشابہ کا مفہوم ذکر کرے اس کی دو قسمیں ذکر کی ہیں:

جس لفظ کا معنی اس لفظ سے معلوم نہ ہو سکے وہ متشابہ ہے۔اسکی دو قسمیں ہیں،

1. اول: ایک قسم وہ ہے کہ اس کو محکم کی طرف لوٹانے سے اس کا معنی معلوم ہو جائے۔
2. ثانی: دوسری قسم وہ ہے جس کی حقیقت کی معرفت کا کوئی ذریعہ نہ ہو۔اور جو شخص اس کے معنی کے درپہ ہو اور وہ بدعتی اور فتنہ پرور ہے۔[11]

شاہ ولی اللہؒ نے محکم اور متشابہ کے تفصیل پر نہایت مفصل کلام کیا ہے۔الفوز الکبیر فی اصول تفسیر میں حضرت شاہ ولی اللہ آیات محکمات اور متشابہات کے بارے میں ایک فصل قائم کرتے ہیں۔آپ نے آیات محکمات و متشابہات کی تعریفات بھی کیں ہیں۔ذیل میں عربی متن ملاحظہ ہو۔

"لیعلم ان المحکم ما لم یفهم منه العارف با للغة الا معنی واحدا او المعتبر فهم العرب الاول لا فهم مد ققی زماننا فان التدقیق الفارغ داء عضال یجعل المحکم متشابها والمعلوم مجهولا والمتشابه ما احتمل معنیین لاحتمال رجوع ضمیرا الی مرجعین کما اذا قال شخص اما ان الامیر امرنی ان العن فلانا لعنه الله اولا شتراک کلمة فی المعنیین نحو"[12]

قرآن کریم میں محکم آیات بھی ہیں اور متشابہ بھی، محکم آیات سے مراد وہ آیات ہیں جن کا مفہوم کے متعلق عربی زبان کے ماہر شخص کو کسی قسم کا تردد یا تذبذب نہ ہو۔اور ان کا صاف و صریح مفہوم کے سوا کوئی دوسرا مفہوم ہو ہی نہ سکے،زباندانی اور مہارت کا معیار البتہ قدیم اہل عرب ہیں۔اس زمانے کے وہ نقطہ سنج نہیں،جو اپنی بے محل موشگافیوں اور قیاس آرائیوں کی بدولت محکم اور متشابہ اور صاف و واضح کو گنجلک اور مبہم بنا دیتے ہیں اور سامنے کی باتیں بھی بعید از فہم ہونے لگتی ہیں۔

متشابہ آیات کی وضاحت:

متشابہ آیات میں بیک وقت ایک سے زائد معنی مراد لیے جاسکتے ہیں اور وہاں کسی ایک خاص متعین معنی کو مراد لینے کا قرینہ بھی موجود نہ ہو،جس کی وجہ سے کسی ایک خاص معنی احتمال ہوتا ہے۔اس احتمال کی متعدد وجوہ ہوتی ہیں،جیسے شاہ ولی اللہؒ نے کچھ یوں ذکر کیا ہے۔

- کبھی ضمیر کے دو الگ مفاہیم کی جانب لوٹ رہی ہوتی ہے یعنی ایک ضمیر دو الگ اسموں سے متعلق ہو سکتی ہے اور دونوں کے معنی مراد لینے کا احتمال ہوتا ہے،جیسے

"اما من الامیر امرنی ان العن فلانا"

امیر نے مجھے حکم دیا ہے،کہ فلاں شخص پر لعنت کروں،اللہ اس پر لعنت کرے۔

یعنی "لعنہ اللہ" میں ہ ضمیر اللہ اس پر لعنت کرے،یہ ٹکڑا ایسا ہے،جس کا تعلق حکم دینے والے یعنی امیر سے بھی ہو سکتا ہے،اور اس شخص سے بھی جسے لعنت کرنے کا حکم دیا گیا ہے،اور لعنت دینے والا کون ہے امیر ہے یا کوئی اور۔اس کی وضاحت اس جملہ ادار کرنے والے کی علاوہ کوئی نہیں کر سکتا ہے۔

- کبھی اشتباہ اس وجہ سے پیدا ہوتا ہے،کہ آیات میں کوئی ایسا لفظ استعمال کیا گیا ہو،جس کے دو معنی ہو سکتے ہوں،اور

دونوں معانی کی حیثیت مساوی ہو مثلا:

”لامستم ،فی الجماع واللمس بالید ولاحتمال العطف علی القریب والبعید نحو وامسحوا بروسکم وارجلکم فی قراءۃ انکسراواحتمال العطف والاستیناف نحو لا یعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون فی العلم“ 13

لامستم۔یعنی تم نے اسے مس کیا لیکن یہ لفظ ایسا ہے جو ہم بستری کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔اور ہاتھ سے چھونے کے معنی میں بھی،اور ان دونوں معانی کی حیثیت اتنی برابر کی ہے جب تک کوئی قرینہ موجود نہ ہو یہ فیصلہ کرنا ناممکن ہوتا ہے کہ کس مقام پر کون سے معنی مراد ہیں۔

کبھی یہ اشتباہ اس وجہ سے پیدا ہوتا ہے کہ جملہ میں کوئی ایسا لفظ استعمال کیا گیا ہو،جس کا دو مختلف کلمات پر عطف ہو سکتا ہو ایک کلمہ لفظ سے دور ہو اور دوسرا نزدیک لیکن ایسا قرینہ کوئی نہ ہو،جس سے معلوم ہو سکے کہ دونوں کلمات میں سے کس کلمہ پر عطف کیا گیا ہو،مثلا۔۔۔۔

”وامسحو بروسکم وارجلکم“ 14

اگر اس آیت میں لفظ "ارجلکم" کو زیر کے ساتھ پڑھا جائے تو یہ پتا نہیں چلتا کہ یہ قریب کے لفظ "روسکم" پر عطف کیا گیا ہے،یا دور کے لفظ "وجوھکم" پر اسی وجہ سے اس میں اختلاف ہے کہ وضو میں پاوں کا مسح کرنا چاہیئے یا انہیں دھونا چاہیئے،اگر قریب کے لفظ پر عطف ہو،تو مسح ہونا چاہیئے،اور اگر دور کے لفظ پر عطف ہو تو،تو دھونا چاہیئے۔

عطف معطوف کے اعتبار سے۔کہ جملہ کا تعلق ماقبل جملہ کے ساتھ ہے یا وہ اپنی الگ حیثیت رکھتا ہے۔اس بات کی حقیقت پر کوئی علامت موجود نہ ہو۔،جیسے

”لا یعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون فی العلم“ 15

اور نہیں جانتے اس کی تاویل،لیکن اللہ تعالی اور وہ لوگ جو علم میں راسخ ہو چکے ہیں۔

اس آیت میں "والراسخون فی العلم"کی حیثیت جملہ میں غیر متعین ہے ،جتنا احتمال اس کا ہے،کہ اس کا اللہ پر عطف ہے اتنا ہی احتمال اس کا بھی ہے کہ یہاں سے پھر نئے سے سے کلام شروع کیا گیا ہو۔

محکمات یا محکم آیات کی تفصیل،قرآن مجید کی روشنی میں:

محکمات یا محکم آیات وہ ہیں جن کا مطلب بڑا واضح اور صاف صاف ہوتا ہے جو آسانی میں سمجھ میں آجاتی ہیں اور جن کا مفہوم متعین ہوتا ہے۔مثال کے طور پر درج ذیل آیات کو محکمات میں شمار کیا جائے گا۔

”وَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ“16

اور تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔

یعنی تمام انسانوں کے لیے لازم ہے کہ وہ ایک ہی ذات کی عبادت کریں۔ایک سے زائد کی عبادت کرنا درست نہیں۔ دو معبود ہر گز نہیں ہونے چاہیے۔صرف ایک وحدہ لاشریک کی عبادت کرو،وہی عبادت کا اصلی حق دار ہے۔دنیا کی نعمتیں عطا

کرنے والے اُس ذات کے علاوہ اور کون ہے، اس لیے تمام لوگوں مخلوق ہونے کی حیثیت اور اُس کے انعامات کے شکر کو عملی صورت میں اس طور پر بجالائیں کہ اُسی کی عبادت کرنی چاہیے۔ گویا اس آیت میں خالق، مالک کائنات کی عبادت میں وحدانیت کا حکم دیا، جو کہ توحید پر دلالت کرتا ہے۔ یعنی اس آیت میں عقیدہ توحید کی تعلیم وترغیب دی گئی ہے۔ عقائد و نظریات کی طرح متعدد معاملات میں قرآن مجید میں واضح اور صریح حکم موجود ہے، جیسے بیع کی حلت وحرمت کی بابت حکم دیتے ہوئے فرمایا:

"وَأَحَلَّ اللّٰہُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا"[17]

اور اللہ نے تجارت کو حلال قرار دیا ہے اور ربو یعنی سود کو حرام قرار دیا ہے۔

اس مقام پر قرآن نے واضح طور پر تجارت کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے اور اس میں کسی شک کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

محکمات میں بنیادی عقائد (توحید، رسالت اور آخرت وغیرہ) احکام، حلال و حرام اور گذشتہ قوموں کے واقعات شامل ہیں۔

متشابہات یا متشابہ آیات کی تفصیل اور قرآن کریم:

متشابہات یا متشابہ آیات سے مراد قرآن کی وہ آیتیں ہیں جن کے معنی واضح نہ ہوں۔ جن کا مفہوم پوری طرح سمجھا نہ جا سکے، جن کی کیفیت ہماری عقل سے ماوراء ہو اور جن کی کئیں مختلف تاویلیں ہو سکتی ہوں۔ مثال کے طور پر درج ذیل آیات کو متشابہات قرار دیا جاسکتا ہے۔ الم[18]

یہ حروف مقطعات ہیں اور متشابہات میں سے ہیں۔

"الرَّحْمَٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى"[19]

رحمان عرش پر قائم ہوا۔

اللہ تعالی کا عرش کیسا ہے اور وہ اس پر کیسے قائم ہے ان سوالوں کا کوئی واضح جواب نہیں ہے۔ اس لئیے یہ آیت بھی متشابہات میں سے ہے۔

محکمات اور متشابہات کے بارے میں دو قسم کے رویے:

پھر قرآن مجید نے اپنی دونوں قسم کی آیات کے بارے میں مختلف لوگوں کے رویے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللّٰہُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ"[20]

"پھر جن لوگوں کے دل میں ٹیڑھ ہو وہ متشابہ آیتوں کے پیچھے پڑے رہتے ہیں تاکہ کوئی فتنہ تلاش کریں اور اصل مطلب تلاش کریں حالانکہ اصل مطلب صرف اللہ جانتا ہے۔ اور پختہ علم والے کہتے ہیں۔ کہ ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ یہ سب ہمارے رب کی طرف سے ہیں اور عقل والے ہی نصیحت قبول کرتے ہیں۔"

گویا اہل علم کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ وہ محکمات کو مانتے ہیں اور ان کی پیروی کرتے ہیں۔ ان کے احکام کی تعمیل کرتے ہیں

لیکن متشابہات کو مان لینے کے بعد ان کی کھوج کرید میں نہیں پڑتے۔جو کچھ اور جتنا کچھ بتایا جاتا ہے اسی پر قناعت کرتے ہیں۔جس بات کا مفہوم واضح اور متعین نہیں کیا گیا اسے واضح اور متعین کرنے کی بیکار کوشش نہیں کرتے۔

مگر جن لوگوں کے دلوں میں کجی اور ٹیڑھ ہو وہ محکمات سے زیادہ متشابہات میں زیادہ دلچسپی لیتے ہیں۔متشابہات کی نت نئی تاویلیں کرتے ہیں۔جن امور میں انسانی عقل کچھ کام نہیں دیتی،وہاں وہ اپنی عقل کے گھوڑے دوڑاتے ہیں۔

امام مالک کا قول:

کسی شخص نے امام مالک سے پوچھا کہ اللہ تعالی کے عرش پر قائم اور متمکن ہونے کا کیا مطلب ہے۔آپ نے فرمایا۔

"الاستواء معلوم-والکیف مجھول-والایمان بہ واجب-والسوال عنہ بدعۃ"[21]

استواء یعنی اللہ کا عرش پر قائم اور متمکن ہونا معلوم ہے۔اور کیفیت نامعلوم ہے۔اور اس پر ایمان لانا واجب اور ضروری ہے۔اور اس کے بارے میں سوال کرنا بدعت ہے۔

متشابہات کی افادیت:

معجزات قرآنیہ میں سے ہے۔یہ بھی انسانیت کے لیے کھلا چیلنج ہے کہ اگر یہ کسی انسان کی کلام ہے تو اس جیسی کلام بنا کر دیکھاؤ۔متشابہات قرآن اہل علم اور ذہین وفطین افراد کو رب کائنات کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کا حکم دیتی ہیں اور انسانیت کا امتحان ہے کہ وہ عقلی موشگافیوں میں وقت صرف کرتے ہیں یا رب کی بات کو مانتے ہوئے،اپنے وقت کو انسانیت کی بھلائی پر خرچ کرتے ہیں۔محکمات آیات کون ہیں اور متشابہات کے ضمن میں کس نوع کی آیات کا شمار ہوتا ہے؟اس کو علما نے تفصیل سے بیان کیا ہے محکم وہ آیات ہیں جو دلالت و معنی کے اعتبار سے واضح اور نمایاں ہوں اور ان میں نسخ کا احتمال نہ ہو۔اور متشابہ آیات سے مراد وہ آیات ہیں جن کے معانی کو انسان نہ پا سکے،جیسے قیامت کیا ہے۔حروف مقطعات کا اطلاق کن معانی پر ہوتا ہے،وغیرہ۔علامہ آلوسی نے اس رائے کو احناف کے اکابر علماء کی طرف منسوب کیا ہے۔محکم ان آیات کو کہتے ہیں ، جن کے معنی یا تو واضح ہوں یا تاویل و تعبیر کے ذریعے معلوم کیے جا سکتے ہوں۔متشابہ وہ آیات ہیں جن کے معنی اللہ تعالی کے سوا اور کسی کو معلوم نہ ہوں۔جیسے قیام ساعت،خروج دابہ،اور حروف مقطعات۔محکم ان آیات سے تعبیر ہے جو تاویل و معنی کے ایک ہی پہلو میں متحمل ہوں،اور متشابہ اس کو کہیں گے جس سے کئی معنی مراد لیے جا سکیں۔یہ ابن عباس اور بہت سے اصولیوں کی رائے ہے۔محکم سے مراد وہ آیات ہیں جو معنی کے اعتبار سے مستقل بالذات ہوں،اور متشابہات سے مراد وہ آیات ہیں جو معنی کی تعیین کے لیے تاویل و تشریح کی مقتضی ہوں۔اس رائے کو امام احمد بن حنبل نے اختیار کیا ہے۔محکم کا اطلاق ان آیات پر ہو گا جو نظم اور ترتیب کے اعتبار سے مستحکم اور سدید ہوں اور ان میں کوئی تناقض نہ پایا کائے۔اور متشابہ ان آیات کو کہیں گے جن کی لغت کی رو سے تسلی بخش تشریح نہ ہو سکے۔اور یہ کہ کچھ قرائن و اشارات اس پر روشنی ڈالیں۔یہ امام الحرمین کی رائے ہے۔محکم سے مقصود وہ آیات ہیں جو معنی و تفسیر کے نقطہ نگاہ سے واضح ہوں،اور ان میں کوئی اشکال نہ پایا جائے،اور متشابہ سے مراد ایسی آیات ہیں جن میں مشترک المعنی الفاظ کا استعمال ہوا ہے۔یا اس میں ایسے الفاظ آئے ہوں،جس سے اللہ تعالیٰ کی صفات کے سمجھنے میں غلط فہمی پیدا ہوتی ہو۔یہ

علامہ طیبیؒ کا قول ہے:

"محکم وہ آیات ہیں جن میں معنی دلالت راجحہ کا نتیجہ ہوں، جیسے مثلاً نص صریح ہے۔اور متشابہ وہ آیات ہیں، جن میں معنی کا تعین غیر واضح اساس پر ہو، جیسے مجمل، موول اور مشکل۔ یہ امام رازی کا موقف ہے"[22]

دراصل متشابہات کے ذریعے لوگوں کی آزمائش ہوتی ہے کہ وہ ایمان بالغیب لاتے ہیں یا نہیں لاتے۔ عقل سے ماورا چیز کو مانتے ہیں یا نہیں مانتے۔ وحی کی پیروی کرتے ہیں یا نہیں کرتے۔ خداپرستی کو اختیار کرتے ہیں یا خواہش پرستی کو۔

خلاصہ:

- محکم آیات باعتبار معنی واضح ہوتی ہیں، ان میں منسوخ ہونے کا احتمال نہیں ہوتا۔ جب کہ متشابہ آیات کی حقیقت انسان نہیں پا سکتا ہے۔
- متشابہ آیات کی مراد اللہ تعالی کے سوا اور اُس کی رسول ﷺ کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے، کسی مصلحت کے پیش نظر ان کی حقیقت انسانیت سے پوشیدہ رکھی گئی ہے، جیسے قیام ساعت، خروج دابہ، اور حروف مقطعات۔
- محکم ان آیات سے تعبیر ہے جو تاویل و معنی کے ایک ہی پہلو میں متحمل ہوں، اور متشابہ اس کو کہیں گے جس سے کئی معنی مراد لیے جا سکیں۔ یہ ابن عباس اور بہت سے اصولیوں کی رائے ہے۔
- معجزات قرآنیہ میں سے ہے۔ یہ بھی انسانیت کے لیے کھلا چیلنج ہے کہ اگر یہ کسی انسان کی کلام ہے تو اس جیسی کلام بنا کر دیکھاؤ۔
- متشابہات قرآن اہل علم اور ذہین و فطین افراد کو رب کائنات کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کا حکم دیتی ہیں۔
- انسانیت کا امتحان ہے کہ وہ عقلی موشگافیوں میں وقت صرف کرتے ہیں یا رب کی بات کو مانتے ہوئے، اپنے وقت کو انسانیت کی بھلائی پر خرچ کرتے ہیں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

1 سورہ آل عمران: 7

2 الازہری' پیر کرم شاہ "ضیاء القرآن" ص209 مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، 209/1

وحید الزماں' علامہ "تفسیر وحیدی"، در گیلانی پریس لاہور، 365/1

4 نعیمی 'احمد یار خان' مفتی، "نور العرفان"، ناشر نعیمی کتب خانہ گجرات، 739/1

زبیدی، سید محمد مرتضیٰ علامہ، ''تاج العروس''، المطبعۃ الخیریہ مصر، 1306ھ، 353**5**/8

اصفہانی، حسین بن محمد راغب، علامہ، ''المفردات''، المتبہ المرتضویہ، ایران، 1342ھ، ص:128**6**

الطبری، محمد بن جریر، تفسیر طبری، جامع البیان فی تفسیر ای القرآن، ، دار المعرفہ بیروت 1409ھ، 115/3-116**7**

اصفہانی، المفردات فی غریب القرآن، ص:128**8**

الطبری، محمد بن جریر، تفسیر طبری، جامع البیان فی تفسیر ای القرآن، ، دار المعرفہ بیروت 1409ھ، 115/3-116**9**

اصفہانی، المفردات، ص:[10]255

زبیدی، سید محمد مرتضی، تاج العروس، 9/[11]393

[12]شاہ ولی اللہ، الفوز الکبیر فی اصول تفسیر، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ، 2007ء، ص:57

[13]شاہ ولی اللہ، الفوز الکبیر فی اصول تفسیر، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ، 2007ء، ص:57

[14]ایضاً

[15]ایضاً

سورۃ البقرۃ: 16316

سورۃ البقرۃ: 27517

سورۃ البقرۃ: 118

سورۃ طہ: 5**19**

القرآن، سورۃ ال عمران آیت [20]6

محمد رفیق چوہدری، پروفیسر، آسان علوم القرآن، مکتبہ قرآنیات لاہور، اگست [21]2007

ندوی، محمد حنیف مالانا مطالعہ قرآن، ، جوہر رحمان پرنٹرز لاہور سن اشاعت 2002ء، ص: [22]254